ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل ، نماز

نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا، جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو نیست و نابود کر دیا یہاں اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کی جگہ اِیمان ذکر کر کے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ نمازیں ضائع ہونے کا مطلب ایمان کا ضیاع ہے۔ یہاں نماز کی جگہ ایمان کا ذکر ہے گویا کہ ایمان اور نماز ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں، 2 الگ چیزیں نہیں۔ نماز کے بغیر ایمان معتبر نہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ایمان اور نماز کا تعلق جسم و جان کی طرح ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ نمازوں کو ضائع کرنے اور جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنے کی کیا سزا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''ان صالحین کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشاتِ نفس کے پیچھے لگے رہے عنقریب اُن کو غیّ میں داخل کیا جائے گا۔'' (مریم 59)۔

آیت کریمہ میں لفظ ''غیّ '' جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ کن لوگوں کو اس میں ڈالا جائے گا؟ بے نمازیوں کو۔ کون یہ خبر دے رہا ہے؟ وہ جو علیم و خبیر ہے۔ ہم سورۃ الماعون ہمیشہ پڑھتے اور سنتے ہیں ''ہلاکت ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں، فرمایا ''جو نمازوں کے اوقات کی پروا نہیں کرتے۔'' غور کیجیے جو لوگ نماز پڑھتے ہیں لیکن وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ کبھی 3، کبھی 4، پڑھنا، نہ پڑھنا ان کیلئے برابر ہے۔ ایسے لوگوں کو ہلاکت کی وعید سنائی گئی ہے۔

امام بیہقی نے ایک روایت بیان کی ہے ''نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا، جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو نیست و نابود کر دیا۔'' جس طرح ستون کے بغیر کسی عمارت کا قائم رہنا ممکن نہیں اسی طرح دین کی عمارت نماز کے بغیر قائم رہنا ناممکن ہے۔ سورۃ القلم میں بے نمازیوں کے اخروی انجام کی ایک انتہائی ہولناک صورت بیان کی گئی ہے ''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی (یعنی قیامت قائم ہوگی) اور لوگ سجدے کیلئے بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی نگاہیں شرم کی وجہ سے جھکی ہوں گی اور ان کے چہروں پر ذلت اور خواری کے آثار نمایاں ہوں گے (اس کا سبب یہ ہوگا کہ) دنیا میں جب ان کو سجدے کیلئے بلایا جاتا تو یہ صحیح سالم ہونے کے باوجود نہیں آتے تھے۔'' (القلم 43,42)۔

مسلمانو! ذرا اس ذلت و رسوائی کا تصور کرو جب میدانِ محشر میں لوگ اپنے رب کو سجدہ کریں گے اور بے نمازی کی کمر تختہ کی مانند ہو جائے گی وہ دنیا میں اپنے رب کے سامنے نہیں جھکتا تھا۔ قیامت کے دن جب سچے مومنین اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے وہ کافروں کے ساتھ کھڑا رہ جائے گا۔ اسی خوف ناک منظر کو اللہ کے نبی ﷺ نے اور واضح کر کے بیان کیا ہے ''جو شخص نماز کی حفاظت کرے گا تو نماز قیامت کے دن اُس کیلئے نور ہوگی، حساب کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا ذریعہ بنے گی اور جو نماز کی حفاظت نہیں کرتا (وقت کی پابندی کے ساتھ 5 نمازیں ادا نہیں کرتا) اُس کیلئے قیامت کے دن نہ کوئی روشنی ہوگی، نہ مومن ہونے کا ثبوت اور نہ ہی اسکی نجات ہوگی۔ اس کا حشر قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔'' (**مشکاۃ المصابیح**) جس شخص کو اللہ اور رسول ﷺ کے ارشادات پر کچھ بھی یقین حاصل ہو وہ ان آیات اور احادیث کو پڑھنے اور سننے کے بعد کبھی نماز کو ضائع کرے گا؟ لیکن ایمان کی کمزوری اور آخرت کی جواب دہی کا احساس نہ ہونے کی وجہ سے ہماری 80 فیصد آبادی یا اس سے بھی زیادہ لوگ سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔

ایک مسلمان سے سب سے پہلے جس چیز کے متعلق سوال ہوگا وہ نماز ہی ہے۔ جو پرچہ امتحان کے اس پہلے سوال کا جواب ہی نہ دے سکا اس کی نجات ممکن نہیں۔ جب اہلِ جہنم سے پوچھا جائے گا کہ تم دوزخ میں کیوں جل رہے ہو تو وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والے نہ تھے (**سورۃ المدثر 43**) قرآن وسنت کے یہ روشن دلائل بے نمازی کے جہنم واصل ہونے کی واضح شہادت دے رہے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔'' (**التحریم 6**)۔

کیسے بچاؤ؟' اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس پر قائم رہو۔ نماز کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر نبی اکرم ﷺ نے 7 سال کے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور 10 سال کی عمر میں نماز میں کوتاہی پر سرزنش اور جسمانی سزا بھی دی جاسکتی ہے حالانکہ 10 سال کا بچہ شرعاً بالغ اور دینی اُمور کا مکلّف نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود نماز کے حوالے سے ایسی تاکید کا مطلب یہی تو ہے کہ بچپن سے نماز کی اہمیت اُسکے دل ودماغ میں رچ بس جائے اور اس کی پابندی زندگی کا سب سے اہم عمل بن جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بچپن کی بات پچپن تک چلتی ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ (ﷺ) قیامت کے دن اپنی اُمت کو کیسے پہچانیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''جب میرے اُمتی نماز کی تیاری کیلئے وضو کرتے ہیں تو اُن کے وضو کے اعضاء قیامت کے دن چمکتے ہوں گے اور یہی چمک میری اُمت کی پہچان ہوگی۔'' سبحان اللہ، اللہ کے حبیب ﷺ نے اس دنیا میں بھی نماز ہی کو دین وایمان کی پہچان قرار دیا اور آخرت میں بھی اسی نماز کو اپنی اُمت کی پہچان کا ذریعہ بتایا۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے محبت وعقیدت کے بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن نمازوں کی پروا نہیں کرتے، عشقِ رسول ﷺ کے ترانے گاتے ہیں اور اپنے آپ ﷺ کو شفاعت کا مستحق سمجھتے ہیں لیکن 5 وقت کی نمازیں ان پر گراں گزرتی ہیں وہ ذرا اپنا جائزہ لیں کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی اُمت میں کیسے شامل ہوں گے؟ حوضِ کوثر پر کیسے پہنچیں گے؟ اُن کی شفاعت کیوں کر ہوسکے گی؟

دین میں نماز کی اسی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی اکثریت اور ائمہ دین نے نماز نہ پڑھنے کو کفر قرار دیا ہے۔ سنن ترمذی کی روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن شقیقؒ فرماتے ہیں: نماز کے علاوہ کسی عمل کے چھوڑنے کو صحابہ کرامؓ کفر شمار نہیں کرتے تھے۔ صاف مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک نماز کا ترک کرنا کفر تھا اور اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو کفر ہی قرار دیا ہے۔ مؤطا امام مالک میں نقل کیا گیا ہے کہ سیدنا عمرؓ فرماتے تھے ''جو نماز نہ پڑھے اسلام میں اس کا کچھ حصّہ نہیں۔'' یعنی نماز قائم کیے بغیر اگر کوئی شخص حج، عمرہ اور صدقہ خیرات سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے تو ایسے شخص کو معلوم ہونا چاہیے کہ اُس کے یہ اعمال راکھ کے ڈھیر کے سوا کچھ نہیں۔ جب اس کا اسلام میں کچھ بھی حصّہ نہیں تو اسلام کے سوا قیامت کے دن سب کچھ خاک کی طرح اُڑ جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''اسلام کے سوا کسی اور طریقۂ زندگی پر چلے گا وہ طریقہ اللہ کے ہاں ہرگز مقبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں خسارے میں ہوگا۔'' (**آل عمران 85**) حضرت علی فرماتے ہیں ''جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔'' ان دونوں خلفائے راشدین کے علاوہ اکابر صحابہ میں سے حضرات عبداللہ ابنِ مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل اور ابوہریرہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین بے نمازی کو کافر ہی سمجھتے تھے۔ اکثر

محدثین اور علمائے اہل حدیث بے نمازی کو کفر ہی کا فتویٰ دیتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں لیکن فاسق ہے۔ اگر اپنے رویے کو بدل دے یعنی توبہ کر کے نماز قائم کر لے تو خیر، ورنہ اُس پر قتل کی حد جاری کی جائے گی۔ امام احمد بن حنبل، عبداللہ ابنِ مبارک ،اسحاق بن راہوی رحمہم اللہ اور بعض شوافع کی رائے ہے کہ بے نمازی کافر ہے۔ امام ابوہ، امام شافعی اور امام مزنی رحمہم اللہ کی رائے ہے کہ تکفیر بھی نہ کی جائے اور قتل بھی نہ کیا جائے البتہ اسے اُس وقت تک قید رکھا جائے جب تک وہ نماز پڑھنے لگے **(بحواله نيل الاوطار)**۔

ان حوالہ جات کو اس مضمون میں بیان کرنے کا مقصد بے نمازیوں کی تکفیر کرنا نہیں بلکہ نماز کے مرتبے اور مقام کو واضح کرنا ہے تا کہ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر جن لوگوں کو اس حقیقت کا علم نہیں اور وہ نمازوں کو ضائع کرتے ہیں انہیں توبہ اور رجوع الی اللہ کی توفیق مل جائے اور وہ آخرت کی اس ذلت ورسوائی سے بچ جائیں۔

نماز با جماعت کی اہمیت:

نماز کی اس حقیقت واہمیت کو سمجھ لینے کے بعد ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ اس فرض کی ادائیگی کا اسلام نے کیا طریقہ مقرر کیا ہے؟ ایسا نہیں کہ ہر مسلمان اپنی مرضی سے 24 گھنٹے میں 5 نمازیں ادا کرے تو اس کے ذمے سے یہ فرض ادا ہو جائے گا بلکہ جس رب نے ہمیں نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، اُس نے اپنے نمائندے اور آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے ذریعے نماز قائم کرنے کے عملی طریقے کی تعلیم بھی پوری تفصیل سے دی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ''بے شک وقت کے تعین کے ساتھ ہر مومن پر نماز فرض کر دی گئی ہے۔'' یعنی وقت کی پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ حکم مردوں اور خواتین سب کیلئے ہے البتہ خواتین کو گھر میں نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے اور اُن کی گھر کی نماز کو مسجد کی نماز سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ ہاں اگر مسجد میں خواتین کی نماز کا الگ انتظام موجود ہو اور کسی شر کا اندیشہ بھی نہ ہو تو خواتین کو مسجد جانے کی اجازت ہے اُن کو منع نہیں کیا جا سکتا لیکن مردوں کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ مسجد میں جا کر نماز ادا کریں۔ حکم ربی ہے:

''اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

یعنی مسلمانوں کے ساتھ مل کر با جماعت نماز ادا کرو۔ اسی حکم کی بنیاد پر امام احمد بن حنبلؒ نے جماعت سے نماز ادا کرنے کو فرضِ عین قرار دیا ہے جس کو بغیر شرعی عذر کے چھوڑنا گناہ ہے۔ سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم معروف عالمِ دین شیخ بن بازؒ اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''یہ آیتِ مبارکہ نماز با جماعت ادا کرنے کیلئے نصِّ صریح یعنی واضح حکم کا درجہ رکھتی ہے۔'' اگر نماز ادا کر لینا ہی کافی ہوتا تو رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ کہنے کی قطعاً ضرورت نہ تھی کیونکہ نماز پڑھنے کا حکم تو آیت کے ابتدائی حصّے میں آ ہی چکا تھا۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ''میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ نماز کا حکم دوں، جب اذان ہو جائے تو کسی کو حکم دوں کے وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز با جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور میرے ہمراہ ایسے ساتھی ہوں جن کے پاس لکڑیوں کا گٹھا ہو اور میں جماعت میں نہ پہنچنے والوں کو گھروں سمیت جلا دوں۔'' شارحین حدیث کہتے ہیں کہ اگر گھروں میں معذور لوگ اور خواتین یا بچے نہ ہوتے تو رسول ﷺ اپنی اس رائے پر عمل کر گزرتے۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے۔ جو لوگ گھروں میں بغیر کسی شرعی عذر

کے نماز پڑھ لیتے ہیں وہ حضور ﷺ کی ناراضگی سے نہیں ڈرتے۔ خود اللہ کے حبیب ﷺ کا اسوۂ مبارکہ یہ ہے کہ آپ ﷺ بیماری کی وجہ سے سخت نقاہت کے باوجود 2 صحابہ کرامؓ کے سہارے اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے مسجد شریف میں جارہے تھے۔ محبتِ رسول ﷺ کے دعوید ارو! ذرا اسوۂ رسول ﷺ کی طرف بھی دیکھو:

آؤ دوستو اِک کام کریں، اسوۂ محمد ﷺ عام کریں

جن چراغوں سے ہو روشنی ان چراغوں کا اہتمام کریں

ابوداؤد اور مستدرک حاکم کی روایت ہے ''جس آدمی نے اذان سنی اور مسجد نہ پہنچا اُس کی نماز قبول نہ ہوگی اِلّا یہ کہ اُس کے پاس عذر ہو۔'' عذر سے مراد بیماری یا جان و مال کا خطرہ ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے ''ایک نابینا آدمی نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ میری رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں جو مجھے مسجد تک لے آیا کرے۔ کیا مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی اجازت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تجھے اذان سنائی دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ''تب نماز کیلئے مسجد میں ضرور آیا کرو۔'' جو آنکھوں والے بغیر کسی شرعی عذر کے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں وہ اس حکمِ رسول ﷺ پر غور کریں اور اپنی اصلاح کی فکر کریں۔ مسلم شریف کی روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ دورِ صحابہ میں نماز با جماعت کی اہمیت بیان کرتے ہیں ''میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا ہے کہ کوئی بھی نماز با جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا سوائے اس منافق کے جس کا نفاق سب کو معلوم ہو یا بیمار کے، حتیٰ کہ مریض بھی 2 آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد تک پہنچتا تھا۔''

دوسری روایت میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے ہدایت کے طریقے مقرر کر دیے ہیں اور نماز با جماعت ادا کرنا ہدایت کا طریقہ ہے، اگر تم گھروں میں نماز ادا کرو جس طرح یہ پیچھے رہنے والا (منافق) اپنے گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو تم اپنے نبی ﷺ کے طریقے کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کے طریقے کو چھوڑ دیا تو ضرور گمراہ ہو جاؤ گے۔''

ایک شخص فجر کی نماز میں حاضر نہ ہوا تو حضرت عمر فاروق ﷺ نے اس کا حال دریافت کیا تو گھر والوں نے بتایا کہ وہ صاحب رات بھر نوافل ادا کرتے رہے، فجر کے وقت آنکھ لگ گئی اور جماعت چھوٹ گئی۔ امیر المؤمنینؓ نے فرمایا! اس کا رات بھر سوئے رہنا اور فجر کی جماعت میں حاضر ہونا رات بھر نفل ادا کرنے سے بہتر تھا۔'' جو لوگ انٹرنٹ، ٹی وی اور دیگر خرافات کی وجہ سے رات کو دیر سے سوتے ہیں اور صبح جماعت میں شامل نہیں ہوتے وہ اپنا اخروی انجام ذرا سوچ لیں !!!!۔

مندرجہ بالا آیات و احادیث اور آثارِ صحابہؓ سے تو عام معمول کے حالات میں جماعت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ذرا حالتِ جنگ میں جماعت کے اہتمام کی جو تاکید اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اس کو ایک نظر دیکھ لیجئے!

دورانِ جنگ نماز با جماعت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جب آپ (ﷺ) خود مسلمانوں کے درمیان موجود ہوں اور با جماعت نماز ادا کر رہے ہوں تو اُن میں سے ایک گروہ آپ (ﷺ) کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اور اپنے ہتھیار لگائے رہیں۔ جب وہ ایک رکعت پوری کرلیں تو وہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی آ کر آپ (ﷺ) کے ساتھ

نماز پڑھے۔ وہ بھی چوکنے ہو کر رہیں اور اپنے ہتھیار سنبھال کر رکھیں۔'' (النساء 102)۔

باجماعت نماز ادا کرنے کا یہ حکم عین اُس حالتِ جنگ کے دوران دیا گیا ہے جب دشمن کے ساتھ آمنے سامنے لڑائی لڑی جاتی تھی، اس بات کا بھی خدشہ موجود تھا کہ حالتِ نماز میں دشمن حملہ کر دیں اسلئے آدھے لوگوں کو نبی ﷺ کے پیچھے ہتھیار لگا کر آدھی نماز ادا کرنے کی تاکید کی گئی اور باقی آدھی فوج کو دشمن کے سامنے رہنے کا حکم دیا گیا۔ کیا اس قدر شدید مشکل کی گھڑی میں دشمن کے خطرے کے باوجود نماز با جماعت کی تاکید اور اس کا غیر معمولی طریقہ باجماعت نماز ادا کرنے کی اہمیت کو سمجھنے کیلئے کافی نہیں؟ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ نماز ہی پڑھنی ہے تو بعد میں پڑھ لیں گے وہ ذرا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ان تاکیدی احکامات پر غور کریں۔ اگر یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے باوجود بھی کوئی شخص جماعت کو اہمیت نہ دے اور نماز باجماعت کے اوقات میں دوسری مصروفیات میں مشغول رہے اور ہمیشہ تنہا نماز پڑھنا ہی اُس کا معمول ہو تو ایسا شخص بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی پوری کرنے کے بجائے اپنی خواہشِ نفس کو پورا کرتا ہے۔ اس لیے کہ ایمان کی تعریف نبی ﷺ نے یوں بیان کی ہے:

''تم میں سے کوئی اُس وقت تک ایمان والا ہو ہی نہیں سکتا جب تک اپنی خواہش کو اُس ہدایت کے تابع نہ کر لے جو میں لے کر آیا ہوں۔'' **(الحدیث)**۔